امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

انکی کتب کا اجمالی تعارف

مرتّب

مولانا حاجی محمدّ فیاض خان سواتی

مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم، جامع مسجد نور گوجرانوالہ

ناشر

ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

امام محمدؒ اور ان کی تصنیفات

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔

"احقر کو اللہ رب العزت نے متعدد مرتبہ درجہ عالیہ دورہ حدیث شریف کی کلاس کو موطا امام محمدؒ، نسائی شریف اور شمائل ترمذی شریف وغیرہ کتب کے پڑھانے کا شرف عظیم بخشا۔ فالحمد للہ کثیرا" علیٰ ذٰلک موطا امام محمدؒ کی تدریس کے دوران مطالعہ میں حضرت امام محمدؒ کے متعلق اور ان کی کتب کے متعلق چند مفید باتیں سامنے آئیں جنہیں خصوصا" طلباء عظام اور عموما" عوام الناس کے استفادہ کے لیے شائع کیا جارہا ہے" (فیاض)

امام محمدؒ کے ابتدائی حالات

آپ کا نام محمد، کنیت ابو عبداللہ، والد کا نام حسن اور دادا کا نام فرقد تھا۔ سلسلہ نسب یوں ہے ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن الفرقد الشیبانی الکوفی۔ آپ کی ولادت بعض کے نزدیک ۱۳۱ھ میں اور بعض کے نزدیک ۱۳۲ھ میں ہوئی اور یہ ہی درست ہے اور عند البعض ۱۳۵ھ میں واسط شہر کے اندر ہوئی (واسط شہر وہی ہے جہاں مشہور سپہ سالار محمد بن قاسم کو سلیمان بن عبد الملک نے سازش سے تختہ دار پر لٹکایا تھا) آپ کے والدین کا اصل مسکن جزیرہ (شام) یا دمشق کی قریبی بستی حرستا تھا جو کہ دمشق میں وسط غوطہ کے اندر واقع ہے۔ وہاں سے نقل مکانی کر کے وہ واسط میں منتقل ہوئے۔ یہاں امام محمدؒ کی ولادت

ہوئی اس کے بعد مستقل کوفہ میں ہی انہوں نے سکونت اختیار کرلی اور یہیں امام محمدؒ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ شیبانی آپ کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ قبیلہ بنی شیبان سے آپ تعلق رکھتے تھے جو کہ عربوں کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ اور بعض کے نزدیک قبیلہ شیبانی کی طرف امام محمدؒ کی نسبت، نسبت ولائی ہے۔ امام محمدؒ مشہور نحوی اور لغوی امام فراء کی خالہ کے بیٹے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضری

امام محمدؒ نے جب پہلی مرتبہ امام اعظمؒ کے درس حدیث میں حاضری دی توامام اعظمؒ نے فرمایاکہ آپ پہلے قرآن کریم حفظ کرلیں پھر میرے درس میں حاضر ہوں چنانچہ امام محمدؒ نے صرف سات دنوں میں قرآن کریم مکمل حفظ کرلیا۔ (مناقب امام ابو حنیفہؒ للامام الکردری ص ۴۲۸) اور پھرچودہ سال کی عمرمیں امام اعظم ابو حنیفہؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) کی خدمت میں حاضرہوئے اور چار سال تک ان کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کی جب امام ابوحنیفہؒ کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر اٹھارہ برس تھی لیکن ابھی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی اس لیے امام قاضی ابو یوسفؒ (المتوفی ۱۸۲ھ) کی خدمت میں حاضرہوکر انہوں نے اپنی تعلیم کی تکمیل کی، ان کے علاوہ امام مالکؒ (المتوفی ۱۷۹ھ)، سفیان ثوریؒ (المتوفی ۱۶۱ھ)، زفربن ہزیلؒ (المتوفی ۱۵۸ھ)، سفیان بن عیینہؒ (المتوفی ۱۹۸ھ)، مسعربن کدامؒ (المتوفی ۱۵۳ھ یا۱۵۵ھ)، وغیرہ حضرات سے بھی مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ، واسط، خراسان، شام، یمامہ وغیرہ میں تقریباً تیس بڑے بڑے چوٹی کے محدثین کرام سے استفادہ کیا جس کی

تفصیلی لسٹ محدث حنفی علامہ زاہد الکوثریؒ نے نقل کی ہے۔ امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے مدینہ منورہ میں تین سال تک تعلیم حاصل کی اور موطاکو ترتیب دیا۔

تحصیل علم کے لیے خرچ

خطیب بغدادیؒ المتوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں ”امام محمدؒ کا اپنا بیان ہے کہ انہیں اپنے آبائی ترکہ میں سے تیس ہزار درہم ملے تھے جن میں سے میں نے نصف یعنی پندرہ ہزار نحو و شعر کی تحصیل اور نصف فقہ و حدیث کی تحصیل میں صرف کیے تھے۔ (تاریخ بغداد ص ۱۷۳ ج ۲)
موجودہ دور میں تیس ہزار درہم کی مالیت تقریبا” ساڑھے چھ لاکھ روپے بنتی ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے تفسیر و حدیث، فقہ و لغت وغیرہ علوم سے مالا مال کیا تھا۔

تدریس کا آغاز اور مشہور تلامذہ

بیس سال کی عمر میں آپ نے درس کا آغاز فرما دیا تھا آپ کی شہرت، علمی دنیا کے کونے کونے تک پہنچ چکی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، امام ابو حفص الکبیر (المتوفی ۲۱۸ھ) جو کہ امام بخاریؒ (المتوفی ۲۵۶ھ) کے استاد ہیں ان سے ہی امام بخاریؒ نے مسلک احناف کے مسائل سیکھے، اسد بن الفرات القیروانی جو کہ فاتح صقلیہ اور امام مالکؒ اور شیخ سحنونؒ کے مذاہب کے مدون اور افریقہ کے اندر مذہب احنافؒ اور مذہب مالکؒ اور اسلام کو پھیلانے والے ہیں اور امام شافعیؒ (المتوفی ۲۰۴ھ) جو کہ ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں جن کا مذہب آج دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور ابو

سلیمان الحازمیؒ جن کی وساطت سے صحاح ستہ مشرق و مغرب میں پھیلی اور ایک لسٹ تقریباً چالیس اجل علماء و محدثین کے اسماء کی علامہ زاہد الکوثریؒ نے نقل کی ہے جنہوں نے امام محمدؒ سے تعلیم حاصل کی۔ امام شافعیؒ اور اسد بن فراتؒ امام محمدؒ کے خصوصی تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں امام محمدؒ ان کے ساتھ نہایت شفقت اور احسان کے ساتھ پیش آتے تھے اور تعلیم کے لیے وقت بھی ان پر زیادہ صرف کرتے تھے رات کو دیر تک ان کو پڑھاتے رہتے تھے۔ امام شافعیؒ کا اپنا بیان ہے کہ علم کے اندر مجھ پر امام محمدؒ جتنا کسی کا احسان نہیں ہے۔ امام شافعیؒ نے جتنی تعریف امام محمدؒ کی، کی ہے اتنی شاید ہی کسی اور امام کی، کی ہو۔ "امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں نے امام محمدؒ سے ایک بختی اونٹ کے بوجھ اٹھانے کے برابر کتابیں پڑھی ہیں"۔ (مناقب ابی حنیفہ للامام الکردری ص ۴۲۹) فرماتے ہیں کہ بختی اونٹ اس لیے کہتا ہوں کہ یہ دوسرے اونٹوں کی بنسبت زیادہ وزن اٹھاتا ہے۔

عبادت کے لیے شب بیداری

امام محمدؒ انتہائی عبادت گزار بھی تھے۔ محمد بن سلمہ (المتوفی ۲۷۸ھ) کا بیان ہے کہ امام محمدؒ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، ایک حصہ میں درس ایک میں نماز اور ایک میں آرام فرماتے تھے گویا کہ اکثر رات بیدار ہی رہتے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ سوتے کیوں نہیں تو فرمایا کہ لوگوں کی آنکھیں ہم پر اعتماد کرکے سوتی ہیں۔ اگر ہم بھی سو جائیں تو دین کا نقصان ہوگا۔ امام طحاویؒ (المتوفی ۳۲۱ھ) اپنے استاذ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ امام محمدؒ رات میں ایک

تہائی قرآن کریم کی تلاوت بھی فرماتے تھے۔ ”ایک مرتبہ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ کے پاس رات بسر کی اور صبح تک نماز میں کھڑے رہے اور امام محمدؒ بستر پر لیٹ گئے امام شافعیؒ کو یہ بات ناگوار گزری جب فجر ہوئی تو امام محمدؒ اٹھ بیٹھے اور بغیر تجدید وضو کے نماز پڑھ لی امام شافعیؒ نے اس کا سبب دریافت کیا تو امام محمدؒ نے فرمایا تم نے اپنے نفس کے لیے عمل کر کے صبح کردی اور میں نے حضور ﷺ کی امت کے لیے عمل کر کے ایک ہزار سے اوپر مسائل کتاب اللہ سے نکالے ہیں“ (حدائق الحنفیہ)

علمی مصروفیات

آپ کے معمولات کے متعلق آپ کے نواسے کا بیان ہے کہ ہر وقت کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے رہتے تھے فرمایا میں نے کبھی نانا کو گھر والوں سے باتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ انہوں نے گھر والوں سے کہہ رکھا تھا کہ مجھ سے اگر کوئی کام ہو تو میرے وکیل سے کہہ دیں وہ تمہاری ضروریات پوری کرے گا اگر کوئی انتہائی ضروری بات ہوتی تو آنکھ یا ہاتھ کے اشارے سے کچھ فرما دیتے۔

حافظہ اور ذہانت

آپ بھاری بھرکم جسم کے مالک ہونے کے باوجود انتہائی ذہین اور حافظہ کے مالک تھے جب بچپن میں حضرت داؤد طائیؒ (المتوفی ١٦٠ یا ١٦٥ھ) نے آپ کو دیکھا تھا اسی وقت فرما دیا تھا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر بلا کا ذہین ہوگا نیز امام ابو یوسفؒ نے جب اوائل شباب میں انہیں دیکھا تو فرمایا کہ بڑی عمدہ تلوار ہے لیکن اس میں تھوڑا سا زنگ ہے جب آپ نے علم حاصل کرلیا تو امام ابو یوسفؒ انہیں اعلم الناس کہتے تھے اور ان

کے ساتھ خصوصی برتاؤ رکھتے تھے۔

استاذ کی خصوصی توجہ

امام طحاویؒ اپنے استاذ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ صبح سویرے امام ابویوسفؒ کی مجلس علم میں چلے جاتے تھے جبکہ امام محمدؒ بہت دیر سے آتے تھے لیکن امام ابویوسفؒ ان کی رعایت کرتے ہوئے اپنے سابقہ بیان کردہ سبق کو دوبارہ دہراتے تھے تاکہ یہ بھی سن لیں اس طرح ایک روز امام محمدؒ دیر سے تشریف لائے اور قاضی ابویوسفؒ نے ان سے ایک سوال پوچھا جس کا جواب انہوں نے اس کے الٹ دیا جس کو امام ابو یوسفؒ اسی روز ان کے آنے سے پہلے بیان کر چکے تھے۔ امام ابو یوسفؒ کو ان کے الٹ جواب پر بڑا تعجب ہوا لیکن انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے لکھوائے ہوئے کاغذات کا مسودہ نکال کر ان کو دکھایا جس میں امام محمدؒ ہی کی تائید ہوتی تھی۔ امام ابویوسفؒ نے بھری مجلس میں امام محمدؒ والے مسئلہ ہی کو ترجیح دی اور فرمایا کہ حافظہ ہو تو ایسا ہو (بلوغ الامانی ص ۳۵ بحوالہ مقدمہ انوار الباری)

امام مالکؒ اور امام محمدؒ

خطیبؒ نے مجاشعؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک روز امام مالکؒ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور امام مالکؒ لوگوں کو مسائل بتارہے تھے اتنے میں امام محمدؒ آگئے یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب امام محمدؒ نے امام مالکؒ کی شاگردی اختیار نہیں کی تھی۔ تو امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے مسئلہ پوچھا کہ آپ کی رائے اس جنبی کے بارہ میں کیا ہے جس نے نماز ادا کرنی ہے اور اسے پانی نہیں مل رہا، سوائے مسجد کے اندر سے تو امام

مالکؒ نے فرمایا کہ وہ جنبی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا اور بار بار اسی پر اصرار کیا تو انہوں نے یہ ہی جواب دیا پھر امام مالکؒ نے امام محمدؒ سے پوچھا کہ تمہاری رائے اس مسئلہ کے بارہ میں کیا ہو سکتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ جنبی آدمی تیمم کر کے مسجد میں داخل ہو کر پانی باہر لا کر غسل کر لے۔ اس جواب پر امام مالکؒ نے پوچھا تم کہاں کے ہو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی کا ہوں یعنی زمین کی طرف اشارہ کر دیا امام مالکؒ کے شاگردوں نے بتایا کہ یہ محمد بن الحسن صاحب ابی حنیفہؒ ہے تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جھوٹ کیسے بول گیا کہ میں اسی شہر کا ہوں تو لوگوں نے بتایا کہ اسی کا ہوں سے مراد ان کی یہ تھی کہ میں اسی زمین کا ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جواب تو پہلے جواب سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

امام محمدؒ کی امام مالکؒ کے بارے میں رائے

امام محمدؒ نے امام مالکؒ کے بارے میں یہ تاثر ذکر کیا ہے کہ ان کو فتویٰ نہیں دینا چاہیے تھا کیونکہ وہ صرف موجودہ مسائل پر بحث کو درست سمجھتے تھے اور امکانی صورتوں سے پرہیز کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ جو موطا لیثی کی روایت سے ہے اس میں امام مالکؒ کی آراء مسائل میں تین ہزار سے زیادہ نہیں ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ (ابو یوسفؒ اور محمدؒ) ہر امکانی صورت پر بحث کرتے تھے اور ان کی ایک علمی، تحقیقی مجلس قائم تھی جس میں بڑے بڑے فقہاء، محدثین اور اصحاب بصیرت شامل تھے جس میں ایسے مسائل صرف تین مہینوں میں حل ہو جاتے تھے نیز امام مالکؒ کے جواب سے سائل کو کامل تشفی بھی نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ امکانی صورتوں پر بحث کرتے ہی نہیں تھے۔

عہدہ قضاء کی پیشکش

امام محمدؒ کو خلیفہ ہارون الرشید نے منصب قضاء بھی سپرد کیا تھا لیکن امام محمدؒ اپنی حق گوئی اور بیباکی کی بناء پر متعدد دفعہ اس عہدہ سے معزول کیے گئے لیکن ان کی جلالت شان کی وجہ سے پھر ان کو اس عہدہ پر رکھنے کے لیے مجبور کیا جاتا امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ کی طرح عہدہ قضاء کے قبول کرنے سے نہایت دور رہتے تھے انہیں امام ابویوسفؒ اور امام مالکؒ کے مشورہ سے عہدہ قضاء سپرد کیا گیا تھا آپ رقہ کے قاضی رہے ہیں ایک مرتبہ امام محمدؒ نے امام ابویوسفؒ کو عہدہ قضاء کے متعلق عار دلائی تھی جس پر انہوں نے دعا دی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی اس عہدہ پر مسلط کرے ان کی دعا کی وجہ سے ہی یہ اس عہدہ کے لیے مجبور کیے گئے حالانکہ یہ اس کو قبول کرنے کے لیے بالکل تیار نہ تھے۔

حافظ الحدیث

امام محمدؒ حافظ الحدیث بھی تھے حافظ الحدیث اسے کہتے ہیں جسے ایک لاکھ حدیث سند اور متن کے ساتھ یاد ہو، یاد رہے کہ اس امت محمدیہ ﷺ میں آخری اصطلاحی حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ) ہیں۔ ان کے بعد آج تک کوئی حافظ الحدیث نہیں گزرا اگرچہ علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ (المتوفی ۱۳۵۲ھ) کو بخاری شریف مکمل حفظ تھی، حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ (المتوفی ۱۲۴۶ھ) کو تیس ہزار احادیث زبانی یاد تھیں، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ (المتوفی ۱۴۱۵ھ) کو ہزاروں احادیث یاد تھیں لیکن اس کے باوجود یہ حضرات اصطلاحی حافظ الحدیث نہیں تھے۔ امام محمدؒ کو اگرچہ علامہ ذہبیؒ

(المتوفی ۷۴۸ھ) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب تذکرۃ الحفاظ میں حفاظ حدیث میں شامل نہیں کیا بلکہ نظر انداز کر دیا ہے لیکن اس سے ان کا حافظ الحدیث نہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ ان سے کئی سو سال قبل علامہ ابن عبد البر مالکیؒ (المتوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی مایہ ناز کتاب التمہید میں انہیں حافظ الحدیث شمار کیا ہے اسی طرح مزاجی تشدد کی بناء پر امام بخاریؒ نے امام محمدؒ کو جہمی شمار کیا ہے اور ابن تیمیہؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) جیسے عالم نے امام شافعیؒ کو امام محمدؒ کے شاگردوں میں شمار کرنے سے انکار کیا ہے حالانکہ امام شافعیؒ کا اپنا بیان پہلے گزر چکا ہے کہ انہوں نے امام محمدؒ سے استفادہ کیا ہے اور امام شافعیؒ نے امام محمدؒ کے واسطے سے امام ابو یوسفؒ کی روایات اپنی کتاب، الام میں نقل کی ہیں جس سے اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ دس سال تک امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے استفادہ کیا ہے۔

امام محمدؒ اور علم قیافہ

امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کو علم قیافہ میں بھی بہت مہارت تھی ایک روز طواف کے دوران دونوں کا ایک شخص کے بارہ میں اختلاف ہوگیا کہ یہ سنار ہے یا لوہار۔ امام شافعیؒ نے فرمایا یہ شخص لوہار ہے جبکہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ شخص سنار ہے۔ طواف کے بعد جب اس شخص کو بلا کر پوچھا تو اس نے کہا میں پہلے لوہار تھا اور اب سنار کا کام کرتا ہوں۔

امام محمدؒ کا حسن و جمال اور امام شافعیؒ کی والدہ سے نکاح ثانی

امام محمدؒ ظاہری و باطنی علوم سے مالامال ہونے کے ساتھ ساتھ

نہایت صاحب جمال اور حسین بھی تھے امام ابو حنیفہؒ نے آپ کے چہرے کی شگفتگی دیکھ کر فرمایا کہ محمدؒ تم دوران درس مسجد کی ایک جانب کسی ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھا کرو تاکہ تمہارے ساتھیوں اور ہم عصروں میں ذہنی اضطراب پیدا نہ ہو اور امام ابو حنیفہؒ نے امام محمدؒ کے والد حسنؒ سے فرمایا کہ اپنے اس بیٹے کے سر پر استرا پھروادیں تاکہ خوبصورتی میں کمی واقع ہوجائے لیکن حلق کرانے سے امام محمدؒ کے حسن وجمال میں اور نکھار پیدا ہوگیا۔ امام شافعیؒ کے والد کی وفات کے بعد امام محمدؒ سے ان کی والدہ کا نکاح ثانی ہوا تھا اس لحاظ سے امام شافعیؒ امام محمدؒ کے فرزند بھی ہیں امام محمدؒ کی وفات کے بعد ان کی تمام کتابیں امام شافعیؒ کے پاس ہی آئی تھیں جن سے انہوں نے خوب استفادہ فرمایا۔

ائمہ کے تعریفی اقوال اور امام محمدؒ پر جرح کا جواب

۱۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں ما رایت افصح من محمد بن الحسن میں نے محمد بن الحسنؒ سے زیادہ کوئی فصیح نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں ما رایت اعقل من محمد بن الحسن کہ میں نے محمد بن الحسنؒ سے زیادہ کوئی دانا یا عقل مند نہیں دیکھا۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں اذا کان فی المسئلة قول ثلاثة لم یسمع مخالفتهم فقیل له من هم قال ابوحنیفةؒ و ابویوسفؒ و محمد بن الحسنؒ فابوحنیفةؒ ابصرهم بالقیاس و ابویوسفؒ ابصر الناس بالاثار و محمدؒ ابصر الناس بالعربیة۔ جس مسئلہ میں تین ائمہ متفق ہو جائیں تو اس مسئلہ میں دوسرے مخالف علماء کی بات رد کردی جائے۔ آپ سے یہ پوچھا گیا کہ وہ

تین ائمہ کون ہیں تو فرمایا کہ ابوحنیفہؒ' ابویوسفؒ اور محمدؒ کیونکہ ابوحنیفہؒ فقاہت میں' ابویوسفؒ آثار میں اور امام محمدؒ لغت عربی میں تمام لوگوں پر فائق ہیں۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے مسائل فقہیہ کہاں سے سیکھے ہیں تو انہوں نے جواب میں فرمایا امام محمدؒ کی کتابوں سے۔

۴۔ یحیٰی بن صالحؒ نے فرمایا کہ امام محمدؒ امام مالکؒ سے زیادہ فقیہ ہیں۔

۵۔ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں کان من بحور العلم والفقه قويا فی مالک علم و فقاہت کے اعتبار سے امام محمدؒ بحر بیکراں تھے۔ امام مالکؒ کی حدیث میں قوی راوی تھے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ امام نسائیؒ کا امام محمدؒ کو حافظہ میں نرم کہنا درست نہیں۔

۶۔ قال عبد الله بن علی المدینی عن ابیه فی حق محمد بن الحسن صدوق عبد اللہ بن علی بن مدینیؒ اپنے باپ (علی بن مدینیؒ) سے امام محمدؒ کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ وہ حدیث میں سچے تھے' اس سے امام ابوداوٗدؒ کے اس قول کی تردید ہوجاتی ہے جو انہوں نے امام محمدؒ کے بارے میں کہا ہے کہ ان سے حدیث نہیں لکھنی چاہیے۔

فقہاء کے طبقات اور امام محمدؒ کا مرتبہ

جمہور فقہاء کے سات طبقات ہیں۔

۱۔ مجتہدین فی الشرع۔ جیسا کہ ائمہ اربعہؒ (امام اعظم ابوحنیفہؒ' امام مالکؒ' امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ)

۲۔ مجتہدین فی المذہب۔ جیسا کہ صاحبینؒ (امام قاضی ابویوسفؒ اور امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ) امام محمدؒ کا شمار اسی طبقہ میں ہوتا ہے۔

۳۔ مجتہدین فی المسائل۔ جیساکہ امام ابو جعفر محمد بن احمد بن سلمہ بن سلامہ الازدی الطحاوی ؒ۔

۴۔ اصحاب التخریج۔ جیساکہ ابوبکر احمد رازی الجصاص ؒ (المتوفی ۳۷۰ھ)

۵۔ اصحاب الترجیح۔ جیساکہ امام ہدایہ ؒ (برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی ؒ (المتوفی ۵۹۳ھ)

۶۔ اصحاب المقلدین القادرین علی التمییز۔ جیساکہ صاحب کنز ؒ (عبد اللہ بن احمد بن محمود ابوالبرکات حافظ الدین النسفی ؒ) (المتوفی ۷۱۰ھ)

۷۔ المقلدین غیرا لمطلعین۔ جیساکہ امام داؤد بن علی ظاہری۔

وفات

امام محمد ؒ کی وفات دوران سفر ہارون الرشید کے ساتھ رے کے سفر میں ۱۸۹ھ میں رنبویہ کے مقام میں ہوئی اتفاقاً اس سفر میں ان کے ساتھ مشہور نحوی امام ابو الحسن علی المعروف کسائی ؒ بھی تھا اس کی وفات بھی اسی روز ہوئی۔ ہارون الرشید افسوس کے ساتھ کہتا تھا کہ ہم نے رے کی زمین میں ایک ہی دن فقہ اور نحو کے دو امام اپنے ہاتوں سے دفن کر دیئے ہیں۔

امام محمد ؒ کی تصانیف کا تعارف

امام محمد ؒ نے تقریباً ایک ہزار سے زائد علمی و تحقیقی کتب لکھی ہیں دس اشخاص ہر وقت کتابیں لکھنے اور نقل کرنے پر مامور تھے۔ آپ نے دس لاکھ ستر ہزار ایک سو مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ فقہ حنفی کا اکثر دارومدار امام محمد ؒ کی کتب ظاہرالروایہ پر ہی ہے۔ امام محمد ؒ سے کسی نے پوچھاکہ آپ نے اتنی کتابیں لکھی ہیں لیکن تصوف پر کوئی کتاب

نہیں لکھی ؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے حلال و حرام کے متعلق جو اتنی کتابیں لکھی ہیں کیا یہ تصوف سے کم ہیں ؟ "امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہود و نصاریٰ امام محمدؒ کی تصانیف دیکھ لیں تو بے اختیار ایمان لے آئیں ۔ نیز فرمایا خدا کی قسم میں امام محمدؒ کی ہی کتابوں سے فقیہہ ہوا ہوں"

کتب ظاہر الروایہ اور ان کے متعلق قاعدہ

امام محمدؒ کی کتب

(۱) مبسوط یعنی اصل
(۲) جامع صغیر
(۳) جامع کبیر
(۴) سیر صغیر
(۵) سیر کبیر
(۶) زیادات

یہ کتب ظاہر الروایہ کہلاتی ہیں ان کتب میں جو مسائل درج ہیں ان کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ وہ تمام مفتیٰ بہ اور معمول بہا ہیں اگرچہ دیگر فقہاء نے ان مسائل سے اتفاق کیا ہو یا نہ ۔ اور جو مسائل کتب ظاہر الروایہ میں موجود نہیں، ان کے متعلق صاحب رد المحتار شرح درمختار المعروف فتاویٰ شامی، فقیہ ابن عابدینؒ (المتوفی ۱۲۵۲ھ) نے رسائل ابن عابدین میں یہ تحقیق اور اصول بیان کیا ہے کہ جو مسائل کتب ظاہر الروایہ میں موجود نہ ہوں لیکن امام محمدؒ کی دیگر کتب میں موجود ہوں اور ساتھ ساتھ دیگر فقہاء نے بھی ان مسائل کی تصحیح کی ہو

تو وہ بھی ظاہر الروایہ کی طرح ہی سمجھے جائیں گے اور معمول بہا ہوں گے اگرچہ کتب ظاہر الروایہ میں موجود نہ ہوں چنانچہ تشہد میں رفع سبابہ کا مسئلہ اسی کے ساتھ متعلق ہے یعنی یہ مسئلہ کتب ظاہر الروایہ میں موجود نہیں لیکن امام محمدؒ کی دیگر کتب میں موجود ہے اور دیگر فقہاء نے اس کی تصحیح بھی کی ہے لہٰذا یہ معمول بہا ہے اور ظاہر الروایہ کی طرح ہی سمجھا جاتا ہے۔

(۱) مبسوط یعنی اصل۔ یہ امام محمدؒ کی سب سے پہلی تصنیف ہے یہ دراصل امام ابویوسفؒ کے بیان کردہ مسائل کی وضاحت ہے۔ "یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں تقریباً گیارہ ہزار مسائل فقہیہ درج ہیں۔ یہ کتاب امام شافعیؒ کو زبانی یاد تھی اور اسی کو سامنے رکھ کر امام شافعیؒ نے کتاب الام تصنیف فرمائی تھی" (بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانیؒ ص ۶۱)

(۲) جامع صغیر۔ اس میں امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کو جمع کیا ہے۔

(۳) جامع کبیر۔ یہ بڑی ضخیم کتاب ہے اور ادق ترین ہے اس میں امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ ساتھ امام ابویوسفؒ اور امام زفر بن ہذیلؒ کے اقوال کو بھی جمع کیا گیا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک نصرانی عالم جو کہ محققین سے مناظرے کرتا تھا اور اسلام کو سمجھتا بھی تھا لیکن اس کو قبول نہیں کرتا تھا اس کی تسلی کسی عالم سے نہیں ہوتی تھی جب امام محمدؒ کی یہ کتاب اس نے پڑھی تو تائب ہوگیا اور ایمان قبول کرلیا۔ جامع کبیر کی افادیت کے پیش نظر اس کی تقریباً پچاس شروحات تالیف کی گئی

(۴) سیر صغیر۔ یہ سیر پر ہے اس کتاب کی امام اوزاعیؒ (المتوفی ۱۵۷ھ) نے بڑی تعریف فرمائی لیکن طنز کے طور پر یہ بھی کہا کہ اہل عراق کو سیر سے کیا نسبت ہے جس کی وجہ سے امام محمدؒ نے۔

(۵) سیر کبیر۔ ساٹھ ضخیم اجزاء میں تحریر فرمائی اور جب اسے مکمل کر کے خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں پیش کرنے کے لیے خچر پر لادا اور خلیفہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے از راہ قدردانی اپنے شہزادوں مامون اور امین کو ان کے استقبال کے لیے بھیجا اور کہا کہ ان سے ان کی سند کی اجازت بھی لیں امام اوزاعیؒ نے اس کتاب کی بھی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ جب کہ امام سرخسیؒ نے اس کی شرح بھی لکھی ہے۔

(۶) زیادات۔ جامع کبیر کی تصنیف کے بعد جو فروعی مسائل رہ گئے تھے اور بعد میں امام محمدؒ کو یاد آتے رہے وہ اس میں جمع کیے گئے ہیں اسی لیے اسے زیادات کہتے ہیں۔

(۷) کتاب الحجج۔ مدینہ میں امام مالکؒ کے پاس تین سال تک امام محمدؒ نے تعلیم حاصل کی وہاں مالکی مسلک والوں کا طریقہ رائج تھا تو امام محمدؒ نے وہاں سے واپس آکر یہ کتاب لکھی اور اس میں امام مالکؒ کا مذہب نقل کر کے اس کے بعد قال محمد کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک نقل کرتے ہیں اور مالکیہ کے دلائل نقل کرنے کے بعد ان کے دلائل کو اپنے دلائل سے توڑتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ بعض مقامات میں مالکیہ صریح حدیث کی مخالفت بھی کر جاتے ہیں۔

(۸) رقیات۔ رقہ میں دوران قضاء امام محمدؒ نے جن مسائل وغیرہ کو جمع کیا وہ رقیات کے نام سے مشہور ہیں۔

(۹) جرجانیات۔ (۱۰) ہارونیات۔ (۱۱) کیسانیات۔ (۱۲) کتاب الحیل۔

(۱۳) کتاب النوادر ۔ (۱۴) نوازل ۔ وغیرہ

(۱۵) کتاب الآثار

آثار، اثر کی جمع ہے جس کا لغوی معنیٰ نشان، حدیث، سنت اور مدت ہے (مصباح اللغات ص ۲۷ والمنجد عربی اردو ص ۴۸)

محدثین کی اصلاح میں موقوف اور مقطوع کو اثر اور مسند بھی کہتے ہیں ۔ مسند اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو محدث شیخ سے روایت کرے، جس سے اس کا سماع ظاہر ہو اسی طرح اس کا شیخ اپنے شیخ سے متصلاً الی الصحابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کتاب الآثار در اصل امام اعظم ابو حنیفہؒ ہی کی کتاب ہے جسے مجازاً ان کے شاگردوں کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے، کتاب الآثار کے بھی متعدد نسخے ہیں ۔ جو کہ امام محمدؒ، امام ابو یوسفؒ، زفر بن ہذیلؒ اور حسن بن زیاد لؤلؤیؒ وغیرہ کے نام سے منسوب ہیں ۔

امام اعظمؒ کا نقل حدیث میں مقام

امام ابو حنیفہؒ نقل حدیث میں نہایت محتاط تھے اس لیے آپ نے چالیس ہزار احادیث و آثار سے اس کتاب کو مرتب فرمایا ۔ اس کتاب میں سات سو اٹھارہ (۷۱۸) آثار اور ایک سو چھ (۱۰۶) احادیث ہیں ۔

اس دور میں اگرچہ کتب احادیث کی اس طرح سے فقہی ترتیب و تبویب نہ ہوتی تھی لیکن امام صاحبؒ نے اس کو فقہی ابواب پر ترتیب دے کر آنے والی نسلوں کے لیے تالیف اور جمع حدیث کا ایک، نیا باب کھول دیا ہے ۔ چنانچہ بعد والے ائمہ حدیث اسی طرز پر اپنی کتابوں کو مبوب کرتے رہے ہیں ۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کو

اس تدوین و تبویب اور ترتیب میں منفرد اور سابق قرار دیا ہے۔ کتاب الآثار کو امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں جس میں مرفوع، موقوف اور مرسل ہر طرح کی احادیث جمع ہیں، اس کتاب میں حضرت ابرہیم نخعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ تقریباً بیس اور مشائخ واساتذہ سے بھی روایات کو لیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں مرفوع احادیث بہت کم ہیں۔ زیادہ تر صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے اقوال درج ہیں۔ اسی وجہ سے یہ آثار کے نام سے مشہور ہے

(١٦) موطا امام محمدؒ

موطا امام محمدؒ یہ حدیث شریف کی کتاب ہے جو فقہی ابواب کی ترتیب سے ہے موطا توطیہ کا مفعول ہے جس کے معنی صاحب قاموس نے روندا ہوا، آسان کیا ہوا، سہل کیا ہوا، نرم کیا ہوا کیے ہیں۔ یہ یا تو وطی سے یا مواطاۃ سے ماخوذ ہے۔ وطی کا معنی روندنا اور مواطاۃ کا معنی موافقت کرنا ہے۔۔ محدث ابوحاتمؒ سے پوچھا گیا کہ امام مالکؒ نے اس کا نام موطا کیوں رکھا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ امام مالکؒ نے اسے لوگوں کے لیے آسان کردیا ہے اس لیے اس کا نام موطا رکھا گیا ہے۔ امام مالکؒ کا اپنا بیان ہے کہ جب میں نے اسے لکھا تو مدینہ کے ستر فقہاء کے سامنے پیش کیا جنہوں نے دقیق علمی نظر سے اسے روندا اور اس کے ساتھ موافقت کی امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (المتوفی ١١٧٦ھ) مسوی شرح موطا میں لکھتے ہیں کہ یہ ہی معنی زیادہ قرین قیاس ہے جو امام مالکؒ نے خود بیان فرمایا ہے۔

کتب حدیث کے درجات اور موطا کا درجہ

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے فرزند شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) نے کتب حدیث کے پانچ طبقات متعین کیے ہیں۔ مصفی اور حجتہ اللہ البالغہ میں شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ موطا درجہ اول کی کتاب ہے اور موطا اصح بھی ہے۔ جمہور محدثین کی اصطلاح میں موطا امام محمدؒ کو سنن کا درجہ حاصل ہونا چاہیے لیکن چونکہ اس میں مسند اور غیر مسند ہر قسم کی روایات آگئی ہیں اس لیے ابن الصلاحؒ (المتوفی ۶۴۳ھ) نے اسے جوامع میں شمار کیا ہے۔

موطا کے دو مشہور نسخے

شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ سے کئی ہزار شاگردوں نے موطا کا سماع کیا اور ایک ہزار نے لکھا لیکن صرف سولہ نسخے زیادہ مشہور ہوئے اور باقی حوادثات زمانہ کی نظر ہوگئے ان سولہ نسخوں میں سے بھی دو نسخے متداول ہیں۔

(۱) یحیٰی بن یحیٰی مصمودیؒ والا نسخہ جو کہ موطا امام مالکؒ کے نام سے مشہور ہے۔

(۲) امام محمدؒ والا نسخہ جو کہ موطا امام محمدؒ کے نام سے مشہور ہے۔ مشہور وکیل احناف علامہ زاہد الکوثریؒ مقالات کوثری کے اندر رقمطراز ہیں کہ اہل مشرق میں موطا امام محمدؒ زیادہ مشہور اور قابل عمل ہے۔

مغرب میں موطا امام مالکؒ کی مقبولیت کی وجہ

جبکہ اہل مغرب میں موطا امام مالکؒ زیادہ قابل عمل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مالکؒ کے وصال کے بعد جب امام یحیٰؒ اندلس گئے

تو اندلس کے حاکم نے امام یحیٰؒ کو ان کی علمی شہرت کے باعث عہدہ قضاء کی پیش کش کی جو آپ نے مسترد کردی لیکن حاکم وقت نے یہ شرط عائد کردی کہ قاضی اس عالم اور فقیہہ کو بنایا جائے گا جو امام یحیٰؒ کے تلامذہ اور معتمدین میں سے ہو گا لہٰذا امام یحیٰؒ اپنے ان تلامذہ کو عہدہ قضاء پر فائز کراتے جو آپ سے موطا امام مالک سبقا" سبقا" پڑھ لیتے تھے چنانچہ اس وجہ سے اندلس، مغرب، مراکش اور عرب علماء میں اس نسخہ کو شہرت ملی جو بعد میں امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی وساطت سے بر صغیر پاک و ہند میں متعارف ہوا۔

موطا امام محمدؒ کی خصوصیات

موطا امام محمدؒ کی خصوصیات یہ ہیں کہ اس میں امام محمدؒ نے ۱۱۸۰ روایات درج کی ہیں جن میں سے ۱۰۰۵ امام مالکؒ سے مروی ہیں اور ۱۷۵ دوسرے شیوخ کی ہیں جن میں سے ۱۳ امام ابو حنیفہؒ اور ۴ امام ابو یوسفؒ سے بھی مروی ہیں۔ اور روایات میں مرفوع، مرسل، موقوف ہر قسم کی روایات ہیں لیکن موضوع روایت کوئی نہیں ہے جبکہ موطا امام مالکؒ میں تقریبا" ۷۰ روایات ایسی ہیں جن پر امام مالکؒ کا اپنا عمل بھی نہیں ہے۔ موطا کو امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے براہ راست سارے کا سارا سماعت فرمایا ہے جبکہ یہ مرتبہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے کیونکہ امام مالکؒ کا دستور یہ تھا کہ وہ شاگردوں سے سنتے تھے لیکن امام محمدؒ نے خود امام مالکؒ کی زبان سے سنا ہے۔ اسی لیے وہ روایت بیان کرتے وقت اخبرنا کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ امام یحیٰ بن یحیٰؒ امام مالکؒ کی خدمت میں اس سال حاضر ہوئے جو آپ کا سن وصال ہے اور

انہوں نے موطا کو امام مالکؒ سے کامل سماع نہیں کیا جیساکہ اعتکاف کے بعض ابواب وغیرہ اسی لیے وہ عن مالک کا کلمہ استعمال کرتے ہیں۔ امام محمدؒ نے صرف امام مالکؒ کی روایات کو جمع نہیں کیا بلکہ دیگر شیوخ کی روایات کو بھی جمع کیا ہے جس کی وجہ سے اس کتاب کا نام موطا امام محمدؒ ہے۔ موطا امام محمد میں معمول بہا اور غیر معمول بہا روایات کی وضاحت بھی موجود ہے اور امام بوحنیفہؒ کا مسلک اور امام محمدؒ کا مسلک بھی واضح کیا گیا ہے یعنی طرفین کا مسلک واضح کیا گیا ہے۔ امام محمدؒ امام ابو حنیفہؒ کے اسم گرامی کے بعد والعامۃ من فقھائنا کا جملہ تحریر فرماتے ہیں جس سے عراق اور کوفہ کے فقہاء مراد ہوتے ہیں۔ ہر باب کے اندر کوئی نہ کوئی روایت یا اثر ضرور موجود ہے۔ جب کہ موطا امام مالک میں ترجمۃ الباب کے ذیل میں نہ ہی کوئی حدیث مرفوع مروی ہے اور نہ ہی کوئی اثر موقوف نیز موطا امام محمد میں احادیث کے تکرار سے بھی اعراض کیا گیا ہے۔ ہر باب کی حدیث کا ذکر کرنے کے بعد امام محمدؒ نے بتایا ہے کہ کن احادیث کو فقہائے عراق نے اخذ کیا اور کن احادیث کو دوسری احادیث کی وجہ سے ترک کیا وغیرہ۔

موطا کے سولہ مشہور نسخے

موطا کے سولہ مشہور نسخے حسب ذیل ہیں جن کو شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے بستان المحدثین میں ذکر کیا ہے۔

(۱) موطا ابن ابی ذئب (امام ابوالحارث محمد عبد الرحمٰن بن مغیرہ بن حارث مدنیؒ) المتوفی ۱۵۹ھ۔

(۲) موطا امام محمد. ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن الفرقد الشیبانی

الواسطی الحنفیؒ) المتوفی ۱۸۹ھ ۔

(۳) موطا ابن جنادہ (ابو عبد اللہ عبد الرحمٰن بن قاسم بن خالد بن جنادہ المصریؒ) المتوفی ۱۹۱ھ ۔

(۴) موطا الفہری (ابو محمد عبد اللہ بن وہب بن مسلم فہریؒ) المتوفی ۱۹۷ھ ۔

(۵) موطا القزاز (ابو یحییٰ معن بن عیسیٰ بن دینار المدنی القزازؒ) المتوفی ۱۹۸ھ ۔

(٦) موطا قعنبی (ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن مسلمہ حارثی المدنی المکیؒ) المتوفی ۲۲۱ھ ۔

(۷) موطا ابو عثمان (سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم المصری الانصاریؒ) المتوفی ۲۲٦ھ ۔

(۸) موطا ابن بکیر (ابو زکریا یحییٰ بن عبد اللہ بکیر المصریؒ) المتوفی ۲۳۱ھ ۔

(۹) موطا مصمودی (ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر مصمودی الاندلسیؒ) المتوفی ۲۳۴ھ یا ۲۰۴ھ ۔

(۱۰) موطا مصعب (ابو عبد اللہ مصعب بن عبد اللہ بن مصعب زہریؒ) المتوفی ۲۳٦ھ ۔

(۱۱) موطا سوید (ابو محمد سوید بن سعید الحدثانیؒ) المتوفی ۲۴۰ھ ۔

(۱۲) موطا عوفی (ابو مصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارثؒ) المتوفی ۲۴۲ھ ۔

(۱۳) موطا سہمی (ابو حذافہ احمد بن اسماعیل السہمی البغدادیؒ) المتوفی ۲۵۹ھ ۔

(۱۴) موطا سلیمان بردؒ ۔

(۱۵) موطا محمد بن مبارک صوریؒ۔
(۱۶) موطا تینسی (ابو عبد اللہ بن یوسف کلاعی الدمشقی تینسیؒ)

اصطلاحات موطا امام محمدؒ

امام محمدؒ نے اس کتاب میں پانچ قسم کی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔

(۱) ھٰذا حسن (۲) ھٰذا جمیل (۳) ھٰذا مستحسن۔

امام محمدؒ اپنی کتاب میں جہاں یہ تین اصطلاحات استعمال فرماتے ہیں اس سے ان کی مراد وجوب کی نفی ہوتی ہے جیساکہ امام صاحب کا قول ہے ھٰذا حسن ولیس بواجب یہ موطا میں بعض مقامات میں استعمال ہوا ہے۔

(۴) لا باس بہٖ اس جملہ سے امام محمدؒ مسئلۃ الباب کے جواز کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جبکہ متاخرین فقہاء کے نزدیک اس جملہ کا استعمال کراہت تنزیہی کے لیے ہے۔

(۵) ینبغی کذا امام محمدؒ اس جملہ کو موطا میں وجوب اور سنت موکدہ کے لیے استعمال کرتے ہیں جبکہ متاخرین علماء یہ جملہ سنت غیر موکدہ اور مستحب کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

موطا امام محمدؒ کا حاشیہ

موطا امام محمدؒ پر مولانا عبد الحئی فرنگی محلیؒ (المتوفی ۱۳۰۴ھ) کا حاشیہ جو کہ موطا امام محمدؒ کے ساتھ ہی منسلک ہے نہایت اعلیٰ ہے اس حاشیہ کے علاوہ تا حال احقر کی نظر میں موطا امام محمدؒ کی کوئی تعلیق، حاشیہ یا شرح نہیں گزری۔ (واللہ اعلم بالصواب)

24/10/11

مصنف کی دیگر کتابیں

(۱) مقالات سواتی حصہ اول افادات مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ مرتب محمد فیاض خان سواتی	قیمت ۹۰ روپے
(۲) نوروبشر افادات شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ مرتب محمد فیاض خان سواتی	قیمت ۲۱ روپے
(۳) احکام حج مع زیارات مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ مرتب محمد فیاض خان سواتی	قیمت ۱۸ روپے
(۴) احکام عمرہ مع زیارات مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ	قیمت ۱۵ روپے
(۵) احکام رمضان	قیمت ۸ روپے
(۶) احکام قربانی	قیمت ۵ روپے
(۷) حی علی الفلاح	قیمت ۱۴ روپے
(۸) نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت	قیمت ۵ روپے
(۹) تحریک جامع مسجد نور	قیمت ۳۰ روپے
(۱۰) نام نہاد اہلحدیث کی گالیوں کے جواب میں	قیمت ۳ روپے
(۱۱) اصطلاحات تیسیر المنطق	قیمت ۶ روپے
(۱۲) امام اعظم ابو حنیفہؒ۔ عزم و استقلال، تابعیت، صحابہ کرامؓ سے روایات	قیمت ۵ روپے

(۱۳) امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ اور انکی کتب کا اجمالی تعارف ۴ روپے

ناشر ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرة العلوم گوجرانوالہ